مسلکِ اہلحدیث کا علمی اور دینی ترجمان
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور
پاکستان
جلد ۳۵
۱۳ جولائی ۱۹۸۴ء
جمعۃ المبارک
۱۲ شوال ۱۴۰۴ھ
شمارہ ۵۰
مندرجات
اداریہ ۳ - ۴
حسد کے مفاسد ۵ - ۶
خلع اور اس کے متعلقہ مسائل ۷ - ۱۰
مولانا شمس الحق ڈیانوی کے خطوط ۱۱ - ۱۲
قانون شہادت ایکٹ کے بارے
میں چند معروضات ۱۳ - ۱۷
تبصرہ کتب ۱۸ - ۱۹
اطلاعات و اعلانات ۲۰ - ۲۳
مدیر مسئول
محمد عطاء اللہ حنیف
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے
محمد سلیم الانصاری
سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ۵۰/۱ روپیہ
ممالک غیر سے : ۲۰ پونڈ

دینی علوم و معارف کی
جدید دانش گاہ
جامعۃ العلوم الأثریۃ
جہلم میں
داخلہ
بخاری شریف کے طلبہ کے لیے خصوصی وظیفہ
نوٹ: براہِ راست معلومات کیلئے رئیس الجامعۃ سے ملاقات کریں
جامعہ کا داخلہ آخر شوال تک جاری رہیگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موجودہ مارشل لا کے سات سال

۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو "عوامی حکومت" کی دھاندلیوں کے نتیجے میں قائم ہونے والی موجودہ حکومت کو سات سال پورے ہوگئے ہیں۔ ان سات سالوں میں حکومت اور عوام اپنی ڈگر پر رواں دواں رہے۔ سیاسی جماعتیں اور سیاسی سرگرمیاں معطل رہیں اور ملک میں ایک ایسی کیفیت طاری رہی جس کو کوئی خاص نام نہیں دیا جا سکتا۔ مارشل لا کے نفاذ کے ساتھ ہی جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے برملا اعلان کیا تھا کہ اس ملک میں سوائے اسلامی نظام کے اور کوئی قانون نہیں چل سکتا کیونکہ اس ملک کی بنیاد ہی کلمہ طیبہ پر رکھی گئی ہے۔ اس ادعا کے ساتھ انہوں نے کئی اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان وقتاً فوقتاً کیا۔ ان میں تعزیراتِ اسلامی کا نفاذ، زکوٰۃ و عشر کا نظام اور بلا سود بینکاری کا اجراء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں اسلامی معاشرے کی تعمیر کے لئے نمازوں کی ادائیگی کی ترغیب دی گئی اور سرکاری دفاتر میں خاص طور پر حکم نافذ کئے گئے۔ بلاشبہ یہ اقدامات صدرِ مملکت اور ان کے "رفقائے کار کے" حسنات میں شمار ہونے چاہئیں مگر افسوس ہے کہ ان تمام مساعی کے باوجود ملک ایک انچ بھی اسلام کی طرف آگے نہیں بڑھا بلکہ اس کے برعکس عوام اسلام کے اصل مقاصد سے نہ صرف دور ہوگئے ہیں بلکہ اسلام کی اصل تصویر ہی ان کے سامنے دھندلائی ہوئی نظر آنے لگی ہے، جس کے نقوش واضح نہیں رہے۔

ہماری مراد اس سے خدانخواستہ یہ نہیں ہے کہ یہاں اسلام کا نام باقی نہیں رہا — وہ یقیناً موجود ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مصداق ہے۔ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی۔ الحدیث (مشکوٰۃ، کتاب العلم)

اس صورت میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہتا کہ جب اسلام محض ایک اسم کے طور پر باقی رہے اور قرآن محض ایک رسم (حرف و صورت) کے طور پر موجود ہو تو اسے کہاں تک "اسلام" کہا جائے گا۔

ملکِ عزیز کی صورتِ حال کسی سے پوشیدہ نہیں۔ نافذ کردہ تعزیرات کے تحت ممکن ہے عدالتوں میں کچھ بخشیں ہوتی ہوں مگر ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی چور کا واقعی ہاتھ کاٹا گیا ہو۔ اور کسی زانی اور زانیہ کو سنگسار کیا گیا ہو۔ زکوٰۃ و عشر کا طریق کار یہ بن گیا ہے کہ سرکاری طور پر عشر میں اجناس جمع کی جاتی ہیں اور لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہیں مگر جو کچھ دیہات میں ہونے والی اس تقسیم کی کہانیاں چلتی ہیں وہ اپنی جگہ حوصلہ شکن ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں استثناء کے ذریعے سے جو گمراہی کا راستہ کھولا گیا ہے وہ الگ ایک دلخراش داستان ہے۔

اسی طرح بنکوں میں زکوٰۃ کی کٹوتی کی ایک ڈگر سی بن

طابع - چوہدری عبدالباقی نسیم ● مطبع اومنی پرنٹرز - لاہور ● ناشر محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت ● شیش محل روڈ، لاہور

گئی ہے اس میں بھی نہ "حقیقی" صاحب نصاب، سے وصولی ہوتی ہے اور نہ حقیقی حقدار کو ادائیگی ـــ پھر اس پر طرّہ یہ کہ اس پر کسی کا کنٹرول نہیں ہے اور نہ ان محصلوں اور قاسموں کو کوئی پوچھنے والا ہے ۔

ادھر سُود سے پاک بینکاری جس کا ڈنکا پورے طمطراق سے بجایا گیا تھا اس کا حال بھی تسلی بخش نہیں ہے ۔ بنکوں میں وہی سُودی نظام پُورے زور سے جاری و ساری ہے ۔ اور پی اینڈ ایل کے کھاتے نمائشی طور پر کھلے ہوئے ہیں ۔

حکومت کے اس "اسلامی نظام" کے علاوہ ملک بھر میں جس انداز سے عریانی، فحاشی، بے راہ روی، بد دیانتی، رشوت، سمگلنگ، اجناس میں ملاوٹ اور دیگر معاشرتی بُرائیاں پل بڑھ رہی ہیں ۔ ان پر نہ کوئی قدغن ہے نہ کوئی نکیر، عوام میں دولت جمع کرنے کا ایک جنون طاری ہے جس نے حلال اور حرام کی تمیز سرے سے ختم کر دی ہے ۔ حکومت کے عمائد کی زبان پر مسلسل امن و امان کے کلمات جاری ہیں جب کہ چوری ڈکیتی، اغوا اور دیگر جرائم دن دہاڑے واقع ہو رہے ہیں ۔ سڑکوں اور شاہراہوں پر مسافر بسوں کو لوٹ لیا جاتا ہے ۔ بنکوں اور دیگر "مالی" مقامات پر ڈاکہ زنی ہوتی ہے ۔ قتل اور اغوا کھلے بندوں ہوتے ہیں مگر پولیس ان تمام وارداتوں کو حصولِ زر کا ذریعہ سمجھتی ہے جس سے مجرموں کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہوتی ہے بلکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے معاون بن جاتے ہیں ۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حکومت نے عورت کو جتنی آزادی دی ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی ۔ بیگمات اصلاحِ معاشرہ کے عنوان سے کانفرنسیں منعقد کرتی ہیں ۔ اور پھر ان میں اپنے لئے ایسے حقوق کا تعیّن کرتی ہیں جو فطری طور پر بھی ان کو نہ معاشرے نے دیئے اور نہ مذہب نے ۔

آرٹ اور کلچر کے نام سے فلم اور ٹی وی والے اسلام کا منہ چڑاتے ہیں اور معاشرے میں عریانی اور بے راہ روی کو نہ صرف ہوا دیتے ہیں بلکہ یہ معاشرے کے بگاڑ کا اہم ذریعہ بن کر رہ گئے ہیں ۔ اس کے برعکس ان ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو سالانہ ایوارڈ حکومت کی طرف سے دیئے جاتے ہیں اور "بدآموزیِ ملت" کا انعام دیا جاتا ہے ۔ پچھلے کسی سال میں محترم صدرِ مملکت نے فرمایا تھا کہ ہم نے ٹی وی کا قبلہ درست کر دیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ لیا گیا تھا کہ ٹی وی پر عریانی اور فحاشی کی فلمیں نہیں دکھائی جائیں گی بلکہ اصلاحی ڈرامے پیش کئے جائیں گے مگر موجودہ بجٹ میں وی سی آر پر سے پابندی اٹھا کر حکومت نے خود عوام کو یہ اجازت دے دی ہے کہ ہم ٹی وی پر تو نہیں البتہ وی سی آر پر اپنی پسند کی فلمیں دیکھنے کی آپ کو خوشی سے اجازت دیتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کوئی بتلاؤ کہ ہم تبلائیں کیا ؟

اُدھر اخبارات کا یہ عالم ہے کہ ان پر مسابقت کا ایک جنون سوار ہے ۔ ہر ہفتے رنگین ایڈیشن ۔ عورتوں، نوجوان لڑکیوں، فلمی ایکٹرسوں اور ٹی وی وغیرہ کی آرٹسٹوں کی تصاویر سے مزیّن ہوتے ہیں ۔ ان تصویروں سے بظاہر معاشرتی ترقی کا اظہار کیا جاتا ہے مگر دراصل ان تصاویر کے دلفریب اور پہلودار پوز قارئین کو اخبار خریدنے کی ترغیب کے پیشِ نظر شائع کئے جاتے ہیں، جس سے نوجوان نسل کے اخلاق و ایمان پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں ۔ اس معاشرے کے کس کس پہلو پر گفتگو کی جائے ہر طرف یہی حال ہے ؎

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ہمارا مقصد اس تجزیے سے ہرگز یہ نہیں ہے کہ حکومت یا قوم کی تنقیص کی جائے بلکہ ہمارا مقصد سراسر تعمیری ہے ۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ حکومت ان تمام پہلوؤں پر غور فرمائے اور اصلاحِ حال کی کوئی صورت پیدا کرے ورنہ یہ قوم اور یہ معاشرہ اتنی دُور نکل جائے گا کہ اس کو لوٹانا ناممکن نہ ہو گا تو نہایت مشکل ضرور ہو گا ۔

سات سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں ہوتا مگر افسوس جنرل ضیاء الحق صاحب نے اس عرصے میں خوش کن اعلانات اور دلپذیر وعظ تو بہت کئے لیکن عملاً اسلامی نظام کے نفاذ کا وعدہ ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا ۔ کا ہی مصداق ہے ۔ فالی اللہ المشتکی ۔

اخلاقیات

حسد کے مفاسد

حسد اللہ تعالٰے کی وہ پہلی نافرمانی ہے جو وجود میں آئی جب اللہ تعالٰے نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ تو ابلیس نے بربنائے حسد یہ کہہ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کہ آپ نے ان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں، میں انہیں سجدہ نہیں کروں گا۔ انکار کیا اور حسد ہی نے اسے راندۂ درگاہ بنا دیا۔

حسد ہر گناہ اور ہر برائی کی جڑ ہے، حسد حاسد کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ باتیں گھڑے اور دوسروں کی طرف منسوب کرے۔ حسد حاسد کو اس شخص کی غیبت کا مرتکب بناتا ہے۔ جس سے اس کو حسد ہے۔ یہ اس کو مصیبت اور پریشانی میں ڈالنے کے لئے اس کی طرف سے ادھر اُدھر کی نامناسب اور بدترین باتیں نقل کرتا پھرتا ہے اس کے لئے مشکلات و دشواریاں پیدا کرتا ہے۔ حقائق کو بگاڑ کر پیش کرتا ہے۔ اس کی ہر بات کو وہ معنی پہناتا ہے جو اس کے تصور میں نہیں۔ حاسد یہ سارا کھیل اس لئے کھیلتا ہے کہ جس سے اس کو حسد ہے اسے یہ اس کے بڑے دوسروں سے لڑوا دے، دوستوں میں پھوٹ ڈال دے۔

حاسد اتفاق و اتحاد کے بجائے اختلاف و انتشار پیدا کرتا ہے۔ دوسرے کو آرام و فائدہ پہنچانے کے بجائے ستاتا اور دکھ دیتا ہے۔ جس معاشرہ میں رہتا ہے خلفشار مچائے رہتا ہے دوسرے کی خوبیوں اور احسان کا انکار کرتا ہے، فتنہ کی آگ لگاتا ہے۔ خوبی و نیکی کی باتوں کو مٹانے کے درپے رہتا ہے صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح بنا کر پیش کرتا ہے جس کے اثرات تادیر باقی رہتے ہیں اور دشواریاں و مشکلات پیدا کرتے ہیں۔

حاسد بدترین عادت کا حامل ہوتا ہے۔ حسد ہی نے ابلیس کی مٹی پلید کی۔

اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ. بقرہ ۳۴ "اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا"

اس کے حسد نے کبر و گھمنڈ کی اسی حد پر اکتفا نہ کیا، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کیا اور انہیں شجرۂ ممنوعہ کھلا کر چھوڑا اور جنت سے نکلوا دیا۔ اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے۔ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ (بقرہ: ۳۶)

"پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلایا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے اس سے نکلوا دیا۔"

حسد نے ابلیس کو قُرب خداوندی اور اس کے دائرہ اطاعت و عبادت سے نکال دیا اس کو روحانی صفت سے محروم اور خدا پرستی سے عاری کر دیا، خوف و تقویٰ کا لباس اتار کر فرشتوں کے زمرے سے دھتکار بھگایا، اتقاء و فرمانبرداری کی نعمت چھین لی۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ (حجر ۳۴)

"فرمایا یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت رہے گی"

حسد حاسد کو اختلاف و نفاق پر آمادہ کرتا ہے۔ وہ جب کسی کو اچھا اور خوشحال دیکھتا ہے۔ جلتا بھنتا اور گھٹ گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ اپنے حاسدانہ مزاج کی وجہ سے خود پریشان و غم میں مبتلا رہتا ہے اور دوسروں کو بھی اس سے دکھ پہنچاتا رہتا ہے۔ یہ ہوتا ہے حسد کا انجام۔ اللہ تعالٰے کو بھی ناراض کرتا ہے اور ہر وقت الجھن و پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔ حسد ہی وہ جرم ہے جس نے روئے زمین پر پہلی مرتبہ قتل و خون ریزی کا

گناہ کرایا۔ قابیل نے محض حسد کی وجہ سے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور ان کی لاش کو لئے لئے پھرے سمجھ میں نہ آیا کیا کریں۔ حتیٰ کہ اللہ نے ایک کوا بھیج کر انہیں یہ سمجھایا کہ اپنے بھائی کو دفن کریں۔ حسد نے دو بھائیوں میں پھوٹ ڈالی اور والدین کو رنج پہنچایا۔ حسد ہی نے یہودیوں کو سرکشی پر آمادہ کیا اور اسلام میں داخل ہونے اور اطاعت قبول کرنے سے باز رکھا۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ (بقرہ: ۸۹)

"تو جس چیز کو وہ خوب جانتے تھے جب ان کے پاس آ پہنچی تو اس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت"

حسد نے عربوں کو اس حقیقت کے انکار پر آمادہ کیا۔ جس کو وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے اور یہ یقین تھا کہ محمد اللہ کے بھیجے ہوئے رسو ل ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ وہ اس کو اتنا ہی پہچانتے ہیں، جتنا ا پنے بیٹے کو۔

يَعْرِفُو نَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ

جب حسد کی حقیقت یہ ہے اور وہ اتنا خطرناک ہے تو اس سے اپنے دل کو پاک رکھنا چاہیئے اور حسد سے بہت پرہیز کرنا چاہیئے۔ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا شعار بنا کر اس مرض کا علاج کرنا چاہیئے۔

حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا تمہارے اندر تم سے پہلی قوموں کا مرض حسد و کینہ پیدا ہو رہا ہے۔ یہ مرض تو مونڈ دیتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ بال مونڈ دیتا ہے بلکہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ (ترمذی)

دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ

(مشکوٰۃ، باب ما نہی عنہ عن التہاجر۔ الخ)

حسد باہمی قرب و تعلق کو بگاڑ دیتا ہے۔ اجر و ثواب کو ختم کر کے گناہ کرا دیتا ہے۔ رشتوں کو ختم کر دیتا ہے۔ بغض و کینہ کو ابھار دیتا ہے اور دین کو برباد کر دیتا ہے طاعت و عبادت سے غافل کر دیتا ہے۔ دل میں حسد کے پیدا ہو جانے سے روحانی طاقت کمزور پڑ جاتی ہے اور حسد خداداد صلاحیتوں کو کھا کر رکھ دیتا ہے۔ لوگوں میں اختلاف و انتشار اور فرقہ بندی حسد ہی کی بدولت ہوتی ہے، باہمی لڑائی جھگڑے اسی سے پیدا ہوتے ہیں حسد ہی نے لوگوں کو نیکیوں سے محرومی اور عملِ خیر سے جمود و تعطل کا شکار بنا دیا ہے۔ مفید کاموں کی تنظیم میں ضعف و بے توجہی پیدا کی ہے۔ عہدوں اور مناصب کے حصول میں رسہ کشی کا سبب بنا ہے۔ ایک حکومت کا خاتمہ اور دوسری کا قیام یہ سب حسد کا نتیجہ ہے۔ غرض یہ کہ حسد ہی ہر برائی کی جڑ ہے۔ تمام برائیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کی ناپسندیدگی اور اس کے مبغوض ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سورہ فلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسد سے بہت دور رہو۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (مشکوٰۃ، باب مذکور)

حسد تو انسان کو اس پستی تک پہنچا دیتا ہے کہ وہ جس سے حسد کرتا ہے اس کے متعلق یہ آرزو اور تمنا کرنے لگتا ہے کہ وہ کفر کا مرتکب ہو کر دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کا حال بیان کیا ہے۔

ودّ كثير من اهل الكتاب لو يردونكم من بعد ايمانكم كفارا حسدا من عند انفسهم من بعد ما تبين لهم الحق فاعفوا واصفحوا حتى يأتى الله بامره ان الله على كل شئ قدير (بقرہ: ۱۰۹)

(بشکریہ "تعمیر حیات" لکھنؤ)

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد صدیق صاحب مدظلہ العالی (سرگودھا)

خُلع اور اس سے متعلقہ مسائل

نکاح ایک ایسا رشتہ ہے کہ اس کے باعث مرد اور عورت کے مابین اجنبیت ختم ہو جاتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے اس حد تک قریب ہو جاتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو اپنا ہمدرد، بہی خواہ اور رازدار سمجھتے ہیں۔ اب وہ مرد و عورت نہیں، خاوند بیوی کہلاتے ہیں۔ یہ تعلق جہاں پیار و محبت کا گہوارہ ہے وہاں افزائش نسل کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ خاوند کے ذمہ بیوی کے حقوق ہیں اور بیوی کے ذمہ خاوند کے جو ہر ایک کو ادا کرنا ہوتے ہیں۔ حقوق کی ادائیگی سے ان ہر دو کی زندگی پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ ایک نے دوسرے کو اعتماد میں لیا ہوتا ہے۔ معاملات خوش اسلوبی سے طے پاتے ہیں۔ ایسے مرد اور عورت کی زندگی قابلِ رشک ہے اور معاشرہ اس پر فخر کرتا ہے۔

طلاق یا خُلع

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ نکاح کے فوراً یا کچھ عرصہ بعد خاوند اور بیوی کے مابین نزاع اور اختلاف کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے اسباب مرد کی طرف سے ہو سکتے ہیں یا عورت کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے حتیٰ کہ ان کا رشتۂ زوجیت میں منسلک رہنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ اسلام اتحاد و اتفاق اور امن و صلح کا داعی ہے۔ وہ اس اختلاف کو رفع کرنے کی ہر ممکن تدبیر عمل میں لاتا ہے اور ان کے درمیان اس تعلق کو منقطع کرنے کے لئے عجلت سے کام نہیں لیتا بلکہ مصالحت کے دروازے ان کے لئے کھول دیتا ہے فریقین کے درمیان حَکَم مقرر کرنے کی ہدایت کرتا ہے جب اتفاق کی کوئی صورت بن نہیں آتی تو اسلام تماشائی بن کر اس نزاع کو معلّق نہیں چھوڑتا اور کسی کی آزادی اور سکون کو سلب نہیں کرتا۔ ان ناگزیر حالات میں خاوند اور بیوی کے درمیان بندھے ہوئے عہد و پیمان کو احسن انداز میں ختم کرنے کا حکم دیتا ہے وہ حکم طلاق کی صورت میں ہو یا خلع کی شکل میں۔

خُلع کا بیان

یہ حقیقت ہے کہ نکاح کا مقصد سکون و اطمینان اور افزائش نسل ہے۔ عورت کی طرف سے ایسے حالات رونما ہوں کہ سکون کی بجائے آپس میں تلخی اور بدمزگی پیدا ہو اور کوشش کے باوجود اصلاح کی صورت بھی ناممکن ہو تو ان حالات میں اسلام نے عورت کو چھوڑ دینے کا حق مرد کو تفویض کیا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں اس کو طلاق کہا جاتا ہے اسی طرح عورت کو اگر کسی وجہ سے خاوند ناپسند ہے اور وہ محسوس کرتی ہے کہ ناپسندیدگی کی صورت میں وہ خاوند کی اطاعت نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی اس کا دل خاوند کے جملہ حقوق ادا کرنے کو مانتا ہے جب کہ وہ یہ جانتی ہے کہ خاوند کی نافرمانی اور اس کی حکم عدولی میرے لئے نقصان دہ اور معاشرہ کی خرابی کا باعث اور اسلام اس کو پسند نہیں کرتا۔ ان حالات کے پیش نظر وہ خاوند سے طلاق مانگتی ہے اور وہ طلاق دینے پر رضامند نہیں لیکن عورت اس کے گھر رہنا نہیں چاہتی۔ ان وجوہات کی بنا پر اسلام نے عورت کو اجازت دی ہے کہ وہ بذریعہ عدالت یا پنچائت نکاح فسخ کرالے۔

چونکہ عوام کی اکثریت خلع کے احکام سے پوری طرح واقف نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک مرد طلاق نہ دے عورت کا اپنے اس ناپسندیدہ خاوند سے رہائی حاصل کرنا ناممکن ہے۔

اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ خلع کی تعریف اور اس کے

متعلقہ احکام تفصیلاً بیان کیے جائیں تاکہ اسلامی قانون کی اس دفعہ سے وہ لوگ اسلام کی روشنی میں بہرہ ور ہو سکیں جو اس قسم کے گھریلو نزاع و اختلاف سے دوچار ہیں۔

خُلع کے لغوی معنی

خلع کے لغوی معنی اتارنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "خلع الثّوب" اس نے کپڑا اتارا۔ معنی کے اعتبار سے عورت مرد کا لباس ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ ۱۸۷)

"عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کے لئے لباس ہو"

خُلع کے شرعی معنی

یہ ہے۔ فِرَاقُ الرَّجُلِ زوجته ببدلٍ يحصل لَهٗ

یعنی "مرد کا اپنی بیوی سے معاوضہ لے کر جدا ہونا" خلع کی یہ شرعی تعریف ہے۔

خُلع کی مشروعیّت

خلع کی مشروعیت پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ البتہ بکر بن عبداللہ متوفی ۱۰۶ھ، جو مشہور ثقہ تابعی ہے وہ خلع کی مشروعیت کے تو قائل ہیں، لیکن ان کی رائے یہ ہے کہ مفارقت کے بعد خاوند کو بیوی سے کوئی شے لینا جائز نہیں۔ انہوں نے سورہ نساء کی آیت ۲۰ (فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا) (یعنی تم دیئے ہوئے مال سے کچھ بھی واپس نہ لو) سے استدلال کیا ہے۔ مگر ان کا یہ قول شاذ ہے۔ نیز اس کے معارض سورۃ بقرہ کی یہ آیت ہے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ (البقرہ آیت ۲۲۹)

یعنی "خاوند بیوی ہر دو پر اس صورت میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت مفارقت کے لئے اپنے خاوند کو معاوضہ دے"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بوقت خلع خاوند اپنی بیوی سے معاوضہ لے سکتا ہے۔ سورہ بقرہ کی اس آیت نے سورہ نساء کی اس آیت کو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے خاص کر دیا ہے۔

بکر بن عبداللہ تابعی کا یہ دعویٰ ہے کہ سورہ نساء کی آیت ناسخ ہے اور سورہ بقرہ کی منسوخ۔ یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احادیث صحیحہ کا بکر بن عبداللہ کو علم نہیں ہوا۔ جن میں عورت کے فدیہ دینے کا بیان ہے اور ان کے مذکورہ اجتہاد کا تعاقب درج ذیل آیت سے کیا گیا ہے۔

فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ (النساء)

"یعنی اگر عورتیں بخوشی تمہیں مہر سے کچھ دے دیں تو وہ کھا لو"

ہمارے نزدیک بکر بن عبداللہ کا یہ استدلال اور اس پر کیا ہوا تعاقب دونوں ہی محل نظر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ خاوند اور بیوی کے درمیان مفارقت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت طلاق کی ہے جس کا وقوع مرد کی طرف سے ہوتا ہے اور دوسری صورت خلع کی ہے جس کا وقوع عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔ سورہ نساء کی اس آیت:

إِنْ أَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا۔ (یعنی اگر تم ایک بیوی کو دوسری بیوی سے بدلنا چاہو اور تم نے اس کو مہر میں ایک خزانہ دے رکھا ہے تو اس سے کچھ بھی نہ لو)

أَرَدْتُّمْ کے لفظ سے ظاہر ہے کہ اس آیت میں طلاق کا بیان ہے، خلع کا نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس میں ارادہ کی نسبت خاوند کی طرف کی گئی ہے۔ اور طلاق دینا خاوند کا کام ہے بیوی کا نہیں۔ اس صورت میں یہ استدلال کرنا محل نظر ہے کہ خلع میں خاوند کو عورت سے کچھ نہیں لینا چاہیئے۔ اسی طرح فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ اس آیت کو إِنْ أَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ کے معارض ٹھہرا کر یہ دلیل پکڑنا بھی محل نظر ہے کہ خلع میں خاوند عورت سے معاوضہ لینے کا مجاز ہے۔ اس لئے کہ آیت میں خلع کا ذکر ہی نہیں۔ البتہ اس آیت سے جو بات مترشح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض خاوند بحالت نکاح عورت سے مہر جبراً واپس لیتے تھے۔ اس آیت

میں ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے مہر جبراً نہ لیں، بخوشی مہر سے کچھ واپس دیں تو اُسے استعمال میں لاسکتے ہو۔ مختصر یہ کہ ان ہر دو آیات کو مسئلہ خلع سے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ قرآن مجید کی دوسری آیات اور احادیث سے ظاہر ہے کہ خلع مشروع ہے۔ اور بوقتِ خلع خاوند اپنی بیوی سے معاوضہ لینے کا مجاز ہے۔

خُلع کے جائز ہونے کی صُورت

اس بارے میں جو احادیث وارد ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ خُلع جائز ہے جبکہ خلع کا سبب موجود ہو۔ اگر سبب موجود نہ ہو تو خلع حرام ہے۔ سنن میں ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ

"یعنی جس عورت نے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کیا اس کے لئے جنت کی خوشبو حرام ہے۔"

مسند احمد اور نسائی میں حضرت ابُوہریرہؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ "اَلْمُخْتَلِعَاتُ ھُنَّ الْمُنَافِقَاتُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔"

مغنی جو عبداللہ بن احمد المعروف ابنِ قُدامہ المتوفی ۶۳۰ھ کی تصنیف ہے اس میں ہے کہ عورت جب اپنے خاوند کو اس کے خُلق یا خَلق یا دین یا بڑھاپا یا ضعف کی وجہ سے ناپسند کرتی ہو اور اس کو یہ بھی ڈر ہو کہ اندریں حالات خاوند کی اطاعت کر کے وہ اللہ تعالےٰ کا حق ادا نہیں کر سکتی تو اس کو معاوضہ دے کر نکاح فسخ کرانے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۹ اور سورہ نساء کی آیت ۱۲۸ اور احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اگر بُغض اور کراہت کی کوئی وجہ نہیں اور یہ بھی خطرہ نہیں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم نہیں کر سکتی، تو اس حالت میں اگر عورت خلع کا مطالبہ کرتی ہے تو اکثر علماء کے نزدیک یہ خلع مکروہ ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ، امام مالکؒ، اور امام شافعیؒ کا قول یہی ہے۔ امام احمدؒ اس حالت میں خلع کو حرام بتاتے ہیں۔ امام محمد بن علی بن محمد شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ نیل الاوطار میں خلع کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فرقہ اودیہ نے جوازِ خلع کے لئے زوجہ کا نافرمان ہونا شرط قرار دیا ہے۔ داؤد ظاہریؒ اور جمہور ائمہ نے کہا ہے کہ خلع کے لئے عورت کا نافرمان ہونا شرط نہیں، ان کا قول ظاہر و باہر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت نے معاوضہ دے کر طلاق لی ہے۔ اس میں نافرمانی کی کوئی شرط نہیں اور جو طلاق معاوضہ دے کر لی جائے ایسی طلاق میں اس قول کے مطابق بھی رجُوع حلال نہیں جس میں خلع کو طلاق کہا گیا ہے۔

علامہ محمد بن ابراہیم الوزیر کا قول ہے کہ جوازِ خلع کے لئے شرط یہ ہے کہ خاوند اور اس کی بیوی دونوں اندازہ کر کہ حدود اللہ کو قائم نہ کر سکتے ہوں۔ اس صورت میں خاوند کے لئے وہ طیب مال ہے جو اس نے اپنی بیوی سے واپس لیا ہے۔ اور خلع عورت کے لئے ہے۔ مختصر یہ کہ وجہ کوئی بھی ہو، عورت کو اس کا خاوند پسند نہیں خواہ وہ بے حد خلیق اور بلند درجہ متدیّن ہو لیکن اس کا ناپسند ہونا عورت کو اس کی نافرمانی پر اکساتا ہو تو بذریعہ عدالت یا پنچایت یا حاکم خلع کرانے کی مجاز ہے۔ چنانچہ ثابت بن قیس کی بیوی کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اے اللہ کے رسوُل میں اپنے خاوند کے خلق اور دین کے بارے میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ بایں ہمہ مجھے وہ ناپسند ہے۔ جس کی بنا پر اس کی نافرمانی کا مجھے خطرہ درپیش ہے۔ اس کے گھر آباد رہ کر میں نافرمانی کروں، اسلام کی رُو سے مجھے یہ گوارا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو نے اس کا باغ جو مہر میں لیا تھا۔ واپس کر دے گی۔ اس نے کہا ہاں میں واپس کر دوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ وہ باغ جو تو نے مہر میں اپنی بیوی کو دیا تھا، واپس لے لے اور اُسے چھوڑ دے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ وہ اپنے اہل کے پاس چلی جائے۔ اور ثابت کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دے۔

ابن منذر نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ خلع اس وقت تک جائز نہیں جب تک جانبین کی طرف سے شقاق (نزاع) نہ ہو۔ انہوں نے سورۂ نسا کی آیت ۳۵ " وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا ۔ یعنی " اگر تم ان کے درمیان نزاع اور شقاق سے خوفزدہ ہو تو (ان کے تصفیے کے لئے) ایک حاکم خاوند کے اہل سے اور ایک حاکم بیوی کے اہل سے مقرر کرو" کے ظاہر سے استدلال کیا ہے۔

یہی قول طاؤسؒ شعبیؒ اور تابعین میں سے ایک جماعت کا ہے۔ دوسری جماعت جس میں طبری بھی شامل ہے، انہوں نے ابن منذرؒ وغیرہ کے استدلال کو محلِ نظر ٹھہرایا ہے۔ وجہ یہ بیان کی ہے کہ آیت میں شقاق سے مراد صرف اتنا ہی ہے کہ بیوی سے خاوند کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہو۔ عورت کا خاوند کے حقوق کو ادا نہ کرنا خاوند کے بغض کا باعث ہے جس کی بناء پر اللہ تعالےٰ نے شقاق کی نسبت ہر دو کی طرف کی ہے اور ان کا یہ کہنا کہ مخالفت دونوں کی طرف سے خلع کا باعث ہے۔ یہ صحیح نہیں، ان کے اس قول کی تردید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نے جب اپنے خاوند سے کراہت کا اظہار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس سے یہ نہیں پوچھا کہ تم کو بھی اس سے کراہت ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صرف عورت کی خاوند سے کراہت باعث خلع کے لئے کافی ہے۔

خلع بامعاوضہ

ثابت بن قیس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ باغ جو تو نے مہر میں اپنی بیوی کو دیا تھا، واپس لے لے اور اس کو چھوڑ دے اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند نے عورت کو جو مال دیا ہے خلع میں وہ واپس لینے کا مجاز ہے اور عورت کو حصول خلع کے لئے معاوضہ دینا چاہیئے۔ یہ الگ بات ہے کہ خاوند عورت سے معاوضہ نہ لے۔

امر وجوبی یا استحبابی

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو باغ واپس لینے کا جو حکم دیا تھا وہ حکم وجوب کے لئے تھا یا ارشاد و اصلاح کے لئے تھا۔ فتح الباری میں ہے کہ وہ ارشاد و اصلاح کے لئے تھا وجوب کے لئے نہ تھا مگر صاحب فتح الباری نے ایسی کوئی دلیل پیش نہیں کی جو امر کو اس کی حقیقت (وجوب) سے پھیرتی ہو۔ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو فرمایا۔ "اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ" (باغ کو واپس قبول کر لے) اس لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے ساتھ نہ رہنا چاہتی ہو،

درخواست دعائے صحت

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ تقریباً دو سال سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں نقاہت بہت زیادہ ہے اور کچھ کام کرنے کے قابل نہیں۔ احباب مولانا موصوف کی صحت کاملہ کے لئے خصوصی دعا فرمائیں (ادارہ)

آثارِ علمیہ

پیش کار: مولانا عزیر شمس بہاری، جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ

مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے چار خطوط بنام حکیم سید عبدالحی حسنی لکھنوی رحمہ اللہ

مولانا شمس الحق ڈیانوی (عظیم آبادی) صاحب "عون المعبود" تلمیذ رشید شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ موصوف متحدہ ہند کی ایک مسلّمہ علمی شخصیت اور سرآمد روزگار علماء میں سے تھے۔ مولانا موصوف کے چند خطوط ہمیں ہمارے فاضل دوست جناب مولانا عزیر شمس متعلّم جامعہ ام القریٰ (مکہ مکرمہ) کے ذریعے سے موصول ہوئے ہیں جنہیں ذیل میں بطور "آثارِ علمیہ" شائع کیا جا رہا ہے۔

ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ڈیانوی مرحوم نے علمائے ہند کے حالات بھی مرتب کئے تھے اور اس سلسلے میں خاصا کام انہوں نے کر لیا تھا لیکن تکمیل و طباعت تک معاملہ نہ پہنچ سکا۔ اس کی کیا وجہ ہوئی؟ وہ ان خطوط سے معلوم ہوتی ہے جو ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ دوسری بات جو ان مکتوبات سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مولانا سید عبدالحی حسنیؒ کی "نزہۃ الخواطر" کی تالیف میں مولانا ڈیانوی مرحوم نے خاصا تعاون فرمایا اور اپنے مرتب شدہ مواد سے مؤلف "نزہۃ الخواطر" کو استفادے کا موقعہ بہم پہنچایا۔ جزاھما اللہ احسن الجزاء۔ ان مکتوبات میں بعض باتیں اگرچہ وضاحت طلب ہیں لیکن فی الحال انہیں بغیر توضیحی حواشی کے ہی شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

(۱) بگرامی خدمت ذی درجت مخدومی مکرمی جامع الفضائل السید السند مولوی عبدالحی صاحب دامت محبتکم۔

بعد سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و رضوانہ واضح سامی شریف باد، محبت نامہ آپ کا پاکر ممنون و مشکور ہوئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً — للہ الحمد و المنۃ کہ آپ نے تذکرہ علمائے ہند لکھنا شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو انجام کو پہنچائے۔ ہم کو جس قدر تذکرہ علماء ہند کے لکھنے کا شوق تھا اور ہے اس کو بیان نہیں کر سکتے ہیں۔ جس زمانہ میں مولوی عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی نے ابناء الخلان لکھنا شروع کیا تھا اسی زمانہ میں ہم نے بھی لکھنا شروع کیا تھا مگر میری تاریخ ہنوز ناتمام ہی نہیں بلکہ اجزاء اس کے متفرق و غائب ہو گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مولوی عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ نے ہم سے تراجم علماء صوبہ بہار وغیرہ طلب کیا ہم نے بعض اجزاء ان کے پاس روانہ کر دیئے مگر باوجود چند بار طلب کرنے کے وفات تک ان کی میرے اجزاء واپس نہیں آئے پھر بعد وفات ان کی مولوی خادم حسین صاحب نے بمشکل کچھ اجزاء روانہ کئے — اس کے بعد ایک مولوی صاحب جو دانا پور میں رہتے ہیں انہوں نے ایک تذکرہ علمائے ہند لکھنا شروع کیا اور پندرہ بیس جزء میں کتاب کو تمام کر کے وکیل اخبار میں طبع کے لئے بھیجا مگر اب تک طبع نہیں ہوئی ہے — پھر مولوی محمد صاحب شاہجہانپوری مرحوم مغفور نے ایک تذکرہ لکھنا شروع کیا اور قریب دو تین سو تراجم کے انہوں نے جمع بھی کیا مگر نوبت اتمام کتاب تک نہ پہنچی اور انہوں نے وفات کیا — اس لئے افسوس کہ میری کتاب پوری کیا ہوگی اجزاء بھی اس کے منتشر و ضائع ہوئے۔ اب آپ نے اس کا قصد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ پورا کرے۔ میرے پاس بعض بعض تراجم بطور مسودہ چھٹے کے موجود ہیں ان سب کو ہم جمع کر کے بذریعہ پولندہ روانہ کریں گے۔ آپ ازراہ مہربانی دو یکماہ میں ان

مسودات میں سے جس قدر مضمون مناسب معلوم فرماویں انتخاب کر لیں اور پھر مسودہ کو ضرور واپس فرما دیں۔ اور ہم شاہجہاں پور سے بھی مسودہ سب واپس طلب کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ صاحب دراسات اللبیب کا ترجمہ بھی ہم نے تاریخ فارسی کشمیر سے نقل کیا ہے۔ ان کی تاریخ وفات اس مصرعہ سے ہے ؎ "قطرہ در بہ بحر واصل شُد"

میرا ترجمہ میرے ایک عزیز نے یادگار گوہری میں لکھا ہے وہ کتاب بھی آپ کے پاس بھیج دیں گے۔ ہم لبقدر امکان آپ کی اس تاریخ میں پوری مدد کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔۔۔ آپ کوشش فرمائیے کہ اجزاء ابناء الخلان مؤلفہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم آپ کو ان کے ورثاء سے مل جاوے، اور مولوی نعیم صاحب مرحوم لکھنوی بھی ایک تاریخ جمع کرتے تھے۔ اس کے اجزاء کو ان کے ورثاء سے حاصل فرمائیے اور جتنے لوگوں نے مختصر رسائل جیسے مولوی ادریس صاحب نگرامی وغیرہ نے تاریخ میں لکھے ہیں سب کو جمع فرمائیے کچھ نہ کچھ مدد ضرور ملے گی۔ آپ کا نام دفتر ندوہ میں تو برابر دیکھتے تھے۔ اب آپ کا پورا حال معلوم ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ کتابیں آپ کے پاس ضرور پہنچیں گی۔ فقط ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ محمد شمس الحق عفی عنہ

(۳) بخدمت شریف مخدومی مکرمی دامت محبتکم بعد سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ التماس اینکہ ایک ماہ یا اس سے کم و بیش ہوا کہ کچھ اوراق تراجم علماء بذریعہ پولندہ بیرنگ کے روانہ کیا ہے اور مکتوب بھی ۔۔۔ یقیناً وہ مکتوب و اوراق آپ کو ملے ہوں گے۔ اس میں ایک مکتوب بنام مولوی تلطف حسین صاحب کے بھی تھا۔ اس غرض سے کہ جب آپ دہلی جائیں تو ان سے الحیاۃ بعد المماۃ کا ایک نسخہ لے لیں۔ اور ایک مکتوب بنام مولوی سید امیر علی صاحب کے تھا مگر آپ نے نہ جواب خط دیا اور نہ رسید اجزاء تاریخ روانہ فرمایا ۔۔۔ وہاں جو اوراق روانہ کئے ہیں اس میں ایک بزرگ کا ترجمہ ہے جس کا نام غلطی سے محمد اسحاق لکھا گیا ہے نام صحیح ان کا شاہ ابواسحاق لہراوی اعظم گڑھی ہے۔ اس کو صحیح کر دیجئے اور من جملہ شیوخ ان کے ایک شیخ محمد ناصح تلمیذ فاخر زائر الہ آبادی ہیں۔ انہوں نے اپنے شیخ محمد ناصح کا تذکرہ اپنے رسالہ نور العینین میں کیا ہے۔ ورق کے حاشیہ پر اس عبارت کو لکھ دیجئے۔ ہم شاہ ابواسحاق کا پورا ترجمہ تلاش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ مل جاوے گا۔ انشاء اللہ۔

کچھ اوراق تراجم کے اور بھی ملے ہیں ان کو بھی روانہ کریں گے۔ نہ معلوم کہ حضرت شیخنا حسینؒ کے مجموعہ فتاویٰ و مکاتیب میں کچھ کام جاری ہے یا کیا حال ہے۔ بعض بعض تحریریں حضرتؒ کی اور بھی ملی ہیں۔ امید ہے کہ اور بھی مل جاوے سب کو بھیج دیں گے۔ اگر مولوی شیخ محمد صاحب اپنے کام میں مستعد ہوں ۔۔۔ غالباً مولوی سید امیر علی صاحب لکھنؤ محلہ نرہی میں ہوں گے۔ ہم نے اسی نشانی سے ان کو خط لکھا ہے۔ خدا کرے ان کو خط مل جاوے ۔۔۔ مناقب الشافعی الرازی کو ہم ایک ماہ کے لئے مستعار چاہتے ہیں۔ اگر مولوی شبلی صاحب وہاں موجود ہوں تو ہم ان کو خط لکھیں۔ ضرور مطلع فرماویں۔ زیادہ والسلام۔ فقط

محمد شمس الحق عفی عنہ از ڈیانواں ضلع پٹنہ • ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ

(باقی)

یونیورسٹی میں دس سالہ طالب علم

بغداد یونیورسٹی میں ایک دس سالہ بچہ اپنے سے دگنی عمر کے بچوں کے ساتھ زیر تعلیم ہے وہ نیچرل سائنسز ڈیپارٹمنٹ اور ٹیچرز ٹریننگ کالج کے شعبہ ریاضی کا طالب علم ہے۔ ڈراگ میکینز نامی اس بچے کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ سات ماہ کی عمر میں باتیں کرنے لگا تھا اور دو سال کی عمر میں باقاعدہ پڑھنے لکھنے لگا تھا۔ اس کے اساتذہ کا کہنا ہے کہ وہ کیمیا اور طبیعیات کے بارے میں غیر معمولی صلاحیت کا مالک ہے۔ (روزنامہ "جنگ" ۲۶ مئی ۸۴ء)

ڈاکٹر تنزیل الرحمن

قانونِ شہادت ایکٹ مجریہ ۱۸۷۲ء کے بارے میں چند معروضات

اسلام کا شرعی قانون تقریباً تیرہ سو سال تک نسلاً بعد نسل کروڑوں اہلِ ایمان کی زندگیوں میں نافذ رہا ہے اور یہ صرف چودہویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کی بات ہے کہ مسلمانانِ عالم مغرب کی سامراجی طاقتوں سے مغلوب ہوئے اور زندگی کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر بدلا۔ نقطۂ نظر کی یہ تبدیلی مسلمانوں کے قانونی تصورات میں تبدیلی کا سبب بنی، یہاں تک کہ زیرِ استعمار تقریباً تمام مسلمان ممالک میں الہامی قانون کی جگہ لادینی قانون نے لے لی اور بالآخر مسلم معاشرے کا پورا سماجی اور اخلاقی ڈھانچہ اس تبدیلی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

۲۔ برصغیر پاکستان و ہند کی آزادی کے بعد بجا طور پر توقع کی جاتی تھی کہ پاکستان کی نوزائیدہ اسلامی ریاست میں یہ طرزِ عمل بدل جائے گا لیکن اس کے برعکس ہوا یہ کہ ہمارا نقطۂ نظر پہلے سے بھی زیادہ مغربی اور مادی ہو گیا۔

۳۔ گو مسلمانانِ پاکستان کے عمومی دباؤ کے سبب یہاں کی لادینیت پسند قوتیں اس ریاست کی اسلامی خصوصیات کو کالعدم کرنے میں ناکام رہیں، لیکن ۱۹۷۷ء سے پہلے کسی حکومت کے لئے یہ ممکن نہ ہو سکا کہ وہ پاکستانی معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے ضروری اقدامات بروئے کار لائے۔ موجودہ حکومت نے اپنی اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پیش قدمی کی اور چونکہ اسلامی نقطۂ نظر سے قانون نے اور مذہب میں گہرا ربط پایا جاتا ہے اس لئے پاکستانی قوانین کو اسلامی احکام و قواعد کے مطابق و مدون کرنے کے لئے بھی اپنی کوششوں کا آغاز کیا۔

۴۔ آئین پاکستان ۱۹۶۲ء کے آرٹیکل ۲۰۴(۱) (الف) اور ۱۹۷۳ء کے موجودہ آئین کے آرٹیکل ۲۳۰(۱) کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ فریضہ سونپا گیا ہے کہ وہ تمام موجودہ قوانین کا جائزہ اس نقطۂ نظر سے لے کہ انہیں کس طرح قرآن مجید اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کردہ اسلامی احکام کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ کونسل اپنی اس آئینی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے ان تمام قوانین کا جائزہ لے رہی ہے جو اس وقت ملک میں نافذ العمل ہیں۔ کونسل کے مدون کردہ قوانینِ حدود حکومت نے بعض تبدیلیوں کے ساتھ ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو نافذ کر دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان ۱۸۶۰ء کی متعلقہ غیر اسلامی دفعات بھی منسوخ کر دی گئیں۔ اسی طرح کونسل نے قانون قصاص و دیت کا مسودہ "قانون تیار کر کے اس سفارش کے ساتھ حکومت کی خدمت میں پیش کر دیا کہ مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی بعض دیگر متعلقہ دفعات منسوخ کر دی جائیں کونسل نے حق شفعہ کے متعلق بھی ایک نیا مسودہ قانون تیار کر کے حکومت کو بھیج دیا۔ جس میں سفارش کی گئی کہ پنجاب کا موجودہ قانون حق شفعہ مجریہ ۱۹۱۲ء اور صوبہ سرحد کا قانون حق شفعہ مجریہ ۱۹۵۰ء منسوخ کر دیا جائے۔ کونسل کا تیار کردہ احترامِ رمضان کا قانون حکومت نے منظور کر کے ۲۵ جون ۱۹۸۱ء کو نافذ کیا۔ کونسل ان کے علاوہ اور بھی بہت سے قوانین کا جائزہ لیکر ان کے متعلق ضروری سفارشات حکومت کو پیش کر چکی ہے۔

۵۔ کونسل نے ۱۸۷۲ء کے شہادت ایکٹ کا بھی جائزہ لیا۔ اور فیصلہ کیا کہ قرآن و سنّت میں بیان کردہ اسلامی احکام کے

مطابق ایک نیا قانون شہادت مدون کیا جائے جس پر قدیم مسلمان علماء اور فقہاء نے بڑی محنت اور کدوکاوش کی ہے۔ اور جسے پوری امتِ مسلمہ نہایت قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

۶۔ تاہم اس معاملے میں ماہرین کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ ۱۸۷۲ء کے موجودہ شہادت ایکٹ میں ضروری ترامیم سے وہ مقصد پورا ہو جائے گا جو ہمارے سامنے ہے درآنحالیکہ اس کا اطلاق قوانین حدود پر نہ کیا جائے۔ جب کہ دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ زیر عمل شہادت ایکٹ میں ترمیمات سے کوئی مفید مقصد پورا نہ ہو گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل دوسرے نقطہ نظر کی حامی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ مناسب ہو گا کہ شہادت کا ایک جامع اسلامی قانون مدون کیا جائے جس کا اطلاق تمام عدالتی کارروائیوں پر ہو۔ خواہ وہ دیوانی ہوں، یا فوجداری اور خواہ ان کی سزا کوئی حد ہو یا قصاص یا تعزیر۔ یہ طریق کار جدید قانون سازی کے اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہو گا۔

جیسے بارٹلے کہتا ہے۔

"جب کسی قانون میں بہت سی ترامیم کی تجویز پیش کی جائے تو ہمیشہ یہ سوچنا مناسب حال ہوتا ہے کہ آیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ اصل قانون کو منسوخ کر کے مجوزہ ترامیم کے مطابق نیا قانون وضع کیا جائے اس طریق کار سے ایک تو کتاب قانون کی ضخامت کم رہتی ہے۔ اور دوسرے قانون ان لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے جو قانون کو نافذ کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں دو کے بجائے صرف ایک دستاویز کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس کا ایک مزید فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پورا قانون ایک وقت میں ایک ہی تاثر دیتا ہے"

(قانون تعبیرات عمومی ص ۱۴۵)

۷۔ یہاں اس حقیقت کا اظہار غالباً نامناسب خیال نہ کیا جائے گا کہ ۱۸۷۲ء کے قانونِ شہادت کی دفعات انگریزی قانونِ شہادت سے اخذ کی گئی ہیں۔ اس قانون کی اکثر دفعات شہادت کے امر واقعہ سے متعلق ہونے یا نہ ہونے سے بحث کرتی ہیں لیکن اس میں قرآن و سنت پر مبنی قانونِ شہادت کے بہت سے اہم پہلوؤں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جو اسلامی فقہ کی کسی بھی معیاری کتاب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مسٹر ایچ اے آر گب کے بقول:

"مسلم علماء اور فقہاء نے قانون کا ایک ایسا ڈھانچہ تشکیل دیا ہے جو منطقی تکمیل کے نقطہ نظر سے انسانی استدلال کی ممتاز ترین کوشش ہے" (محمڈن ازم: ۱۹۵۹ء، صفحہ ۹۰)

۸۔ یہ بات بآسانی معلوم کی جا سکتی ہے کہ انگریزی قانونِ عامہ پر مبنی موجودہ قانونِ شہادت اور قرآن مجید و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی اسلامی قانونِ شہادت کے تصورات میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:۔

(الف) انگریزی قانونِ عامہ کے مطابق ہر شخص، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، عادل ہو یا غیر عادل، گواہی دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ جب کہ اسلامی قانون کی رو سے گواہ میں اس کی صداقت و دیانت کے متعلق بعض مخصوص شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، خواہ وہ کسی ایسے مقدمے میں شہادت دے جو مستوجب سزائے حد ہو یا اس کی سزا قصاص یا تعزیر ہو سکتی ہو، یا وہ کسی دیوانی مقدمے میں گواہ ہو جو مالی معاملات سے تعلق رکھتا ہو یا اس کے سوا کوئی اور غیر مالی معاملہ ہو۔ ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید کی آیت۔ "وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ" (الطلاق: ۲) ترجمہ:۔ اور اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ ٹھہرا لو۔"

(ب) انگریزی قانونِ عامہ کے مطابق مقدمات کی کسی خاص قسم کے لئے گواہوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی گئی جب کہ اسلامی قانونِ شہادت کی رو سے قریباً تمام اقسام کے مقدمات میں گواہوں کی کم از کم تعداد مقرر ہے، خواہ وہ مقدمات فوجداری ہوں یا دیوانی۔ حوالے کے لئے ملاحظہ فرمائیے۔ قرآن مجید کی آیاتِ ذیل:۔

(الف) "وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ" (النساء ۱۵)

ترجمہ :- اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں، ان پر چار آدمی اپنے میں سے گواہ کر لو۔"

(ب) "یاایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین ...... واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان ممن ترضون من الشھداء ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ۔

ترجمہ :- اے ایمان والو جب اُدھار کا معاملہ کرنے لگو...... تو اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو تاکہ ان عورتوں میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے اگر کوئی ایک ان دو میں سے بھول جائے۔" (البقرہ : ۲۸۲)

(ج) انگریزی قانونِ عامہ کی رُو سے مقدمات کی کسی نوع میں بھی گواہوں کے درمیان اس پہلو سے کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا کہ وہ مرد ہیں یا عورت، لیکن اسلامی قانون بعض خاص قسم کے مقدمات میں جنس کے امتیاز کو تسلیم کرتا ہے جیسے حدود اور قصاص کے مقدمات۔

ملاحظہ ہو درج ذیل آیت اور حدیث

(الف) "فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ" (النساء ۱۵)

ترجمہ: "ان (عورتوں) پر اپنے میں سے چار آدمی گواہ کر لو۔"

اس آیت میں منکم سے مردوں ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔

(ب) مَضَتِ السُّنَّةُ مِنْ لَدُنْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ أَنْ لَا شَهَادَةَ لِلنِّسَاءِ فِي الْحُدُودِ وَالْقِصَاصِ (اسے ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب "مصنف" میں روایت کیا ہے)

(د) جہاں تک گواہ کے عامل ہونے کا تعلق ہے، اسلامی قانون کی رُو سے بعض مقدمات میں اس کا ماضی اور گزشتہ طرزِ عمل بھی برمحل ہے جیسا کہ وہ شخص جس پر حدِ قذف جاری ہو چکی ہے۔ گواہ بننے کی اہلیت نہیں رکھتا، جب کہ انگریزی قانونِ عامہ کی رُو سے گواہ پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے :- وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا" (النور - ۴)

ترجمہ :- "اور جو لوگ تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو انہیں اسی (۸۰) درے لگاؤ۔ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔"

(ھ) ایک سنہرا اصول جو حدیث "اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ" میں پیش کیا گیا ہے، یہ ہے کہ "بارِ ثبوت مدعی پر ہے اور قسم انکار کرنے والے پر" اس اصول کا اطلاق حدود کے علاوہ فوجداری اور دیوانی دونوں قسم کے مقدمات پر ہوتا ہے لیکن شہادت ایکٹ مجریہ ۱۸۷۲ء اس اصول سے بالکل عاری ہے۔

(و) اسلامی قانون میں بعض مخصوص قواعد و ضوابط ایسے ہیں جن کے مطابق مقدمے کی سماعت کے دوران میں، اس کے بعد فیصلے سے پہلے یا فیصلے کے بعد گواہ کے اپنی شہادت سے رجوع کرنے کی صورت میں گواہ اور فریقین مقدمہ کے معاملات پر بعض اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن موجودہ شہادت ایکٹ میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

(ز) اسلامی قانون میں اقبال و اعتراف، جسے اقرار کہا جاتا ہے، کے طے شدہ ضوابط موجود ہیں۔ اقرار بذاتِ خود زیرِ تصفیہ واقعہ کے بارے میں قطعی ثبوت (حجت قاطعہ) ہوتا ہے۔ لیکن شہادت ایکٹ ۱۸۷۲ء کی رُو سے یہ ایک امر مانع تقریر مخالف ESTOPPLE ہے۔

(ح) اسلام کے قانونِ شہادت میں "تزکیۃ الشہود" کے متعلق بھی دفعات پائی جاتی ہیں جب کہ موجودہ قانونِ شہادت اس سے

خالی ہے۔ ہماری عدالتیں ان اصولوں کو عہدِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق مناسب تبدیلیوں کے بعد اپنا سکتی ہیں اور قانونِ شہادت میں ان سے متعلق ضروری دفعات شامل کی جا سکتی ہیں۔ حوالے کے لئے ملاحظہ ہو (المبسوط مصنفہ امام سرخسی جلد ۱۶ صفحات ۸۸ تا ۹۳)

(ط) بعض حلقوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے جس کی وجہ غالباً عدم واقفیت ہی ہو سکتی ہے کہ اسلامی قانون، قرائنی شہادت، دستاویزی شہادت اور طبی شہادت کو تسلیم نہیں کرتا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی قانونِ شہادت میں اس مقصد کے لئے بہت سے اصول موجود ہیں (حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو امام سرخسی کی کتاب "المبسوط" جلد ۱۶ صفحات ۵۴ تا ۵۵)

(ی) اسلامی قانون کے مطابق اگر کسی گواہ سے عدالت یا کوئی فریقِ مقدمہ یہ مطالبہ کرے کہ وہ عدالت میں آ کر گواہی دے تو اُسے یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ گواہی نہ دے۔

(الف) وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ۔ (البقرہ: ۲۸۳)

ترجمہ: "اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جو کوئی اسے چھپائے گا، اس کا قلب گنہگار ہوگا (البقرہ: ۲۸۳)

(ب) "وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا۔" (البقرہ ۲۸۲)

ترجمہ: اور گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔

(ج) "وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا (النساء: ۱۰۵)

ترجمہ: اور خائنوں کے طرفدار نہ ہو جایئے۔

(د) كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ۔" (النساء ۱۳۵) ترجمہ: "انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو۔"

تاہم ایک حدیث کی رُو سے گواہ کو مقدماتِ حدود میں یہ اختیار حاصل ہے کہ جب تک عدالت یا کوئی فریقِ مقدمہ اسے گواہی کے لئے طلب نہ کرے وہ چاہے تو گواہی دے چاہے نہ دے تاکہ مسلمان کے عیب پر پردہ پڑا رہے۔

(ک) ۱۸۷۲ء کے شہادت ایکٹ میں کوئی ایسی مؤثر کارروائی موجود نہیں ہے جو گواہ کو جھوٹی گواہی دینے سے روک سکے جبکہ اسلامی قانون جھوٹی گواہی دینے والے کے ساتھ سختی سے نمٹتا ہے۔ اسلامی نظام کے متعلق جس عدالت کے رُوبرو جھوٹی گواہی دی گئی ہو خود اسے یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ جھوٹی گواہی دینے والے کو سزا دے سکے جب کہ موجودہ نظام کے تحت وہ عدالت مجسٹریٹ کی عدالت میں صرف استغاثہ داخل کر سکتی ہے۔

۹۔ اسلام کا قانونِ شہادت تیرہ سو سال سے وقت کے تقاضوں پر پُورا اترتا رہا ہے اور یہ مہذب دنیا کے اکثر حصوں پر مسلمانوں کی حکمرانی کے پُورے دور میں نافذ العمل رہا ہے۔

ایک مغربی مستشرق کے الفاظ ہیں۔

"تیرہ سو سال گزرنے کے بعد آج بھی شریعتِ اسلام کے مقدس قانون نے نسلاً بعد نسل کروڑوں مسلمانوں کی زندگیوں پر حکمرانی کی ہے اور یہ عظیم نظام قانون ابھی تک مشرق و مغرب کے محققین اور فقہاء کے محتاط مطالعے کا موضوع ہے۔"

(اینڈرسن کی کتاب "اسلامک لاء اینڈ دی ماڈرن ورلڈ" پر ڈاکٹر سباچپاچی کا تعارف، ص ۹)

یہ قانون اب بھی سعودی عرب، اُردن، عراق، متحدہ عرب امارات اور اسلامی دنیا کے متعدد حصوں میں نافذ العمل ہے۔

۱۰۔ یہ صرف بیسویں صدی عیسوی کی بات ہے کہ مختلف اسلامی ممالک پر نو آبادیاتی طاقتوں نے اپنے دورِ حکمرانی میں اسلام کے قانونِ شہادت کو بدل کر وہاں اپنا قانونِ شہادت نافذ کیا جس کی بنیاد مغربی تصورِ انصاف، نصفت اور حسنِ نیت (JUSTICE EQUITY AND GOOD CONSCIENCE) پر رکھی گئی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں یہ قانون ہمارے پرانے برطانوی آقاؤں کی چھوڑی ہوئی میراث ہے۔

۱۱۔ آخر میں مناسب ہوگا کہ مرحوم جسٹس حمود الرحمٰن، سابق

چیف جسٹس آف پاکستان و سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک خطبے کا اقتباس پیش کیا جائے جو انہوں نے بیرون ملک ایک کانفرنس میں پیش کیا تھا۔ موجودہ قانونی نظام کو اسلامی شریعت سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ضروری تبدیلیوں کی وکالت کرتے ہوئے مرحوم نے ارشاد فرمایا۔

"بنیادی تبدیلی جو بروئے کار آنی چاہیئے یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ تلاش کیا جائے جس کے ذریعے جھوٹی گواہی پیش کرنے کی لعنت کو ختم کیا جا سکے۔ جھوٹی قسم کھانے والے کو سزا دینے کا موجودہ طریق کار اتنا بوجھل اور دیر طلب ہے کہ عدالتیں عموماً اسے اختیار کرنے سے گریز کرتی ہیں۔ چنانچہ میری تجویز ہے کہ اس صورت حال کو ختم کرنے کے لئے اسلامی اصول اپنایا جائے اور جو شخص جھوٹی گواہی دے۔ اس کے متعلق اعلان کر دیا جائے اور وہ آئندہ کسی مقدمے میں گواہی نہ دے سکے گا اور ایسے گواہ کا باقاعدہ ایک رجسٹر رکھا جائے اور جس عدالت کے رُو برو جھوٹی گواہی دی جائے اُسے بھی یہ اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ جھوٹی گواہی یا قسم کھانے والے کو سزا دے سکے نہ یہ کہ اسے صرف، جیسا کہ موجودہ قانون میں کہا گیا ہے، شکایت داخل کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ اگر یہ طریق کار اپنا لیا گیا تو ہمیں پیشہ ور گواہوں کے گروہ سے نجات مل جائے گی۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ گواہ سے حلف قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر لیا جائے نہ کہ موجودہ معمول کی طرح محض اقرار صالح کی صورت میں۔ نیز دیوانی مقدمات میں مدعا علیہ اور فوجداری مقدموں میں ملزموں سے بھی حلف لینا چاہیئے۔ مزکی کا عہدہ از سر نو قائم کیا جائے تاکہ جن لوگوں کو عدالت میں گواہی کے لئے طلب کیا جائے ان کا ریکارڈ رکھا جا سکے اور ان کے کردار اور شہرت کے بارے میں مقامی طور پر تحقیقات ہو سکے۔ اس صورت میں ججوں کے لئے یہ ممکن ہو گا کہ وہ گواہوں کی دی ہوئی شہادت کی صحیح قدر و قیمت متعین کر سکیں۔ نیز مجرموں پر جرح کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ یہ طریقہ ایسا ہے کہ برطانیہ میں بھی اس پر عمل ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہو گا کہ قانونِ شہادت کو اسلامی قانون شہادت سے ہم آہنگ کیا جائے۔ اگر ہمارے موجودہ عدالتی نظام میں یہ تبدیلیاں بروئے کار آ جائیں اور ہمارے جج صاحبان اسلامی فقہ اور اصول فقہ یعنی اسلامی اصولِ قانون سے ضروری واقفیت بہم پہنچا لیں تو ہمارا موجودہ عدالتی نظام اسلامی شریعت کو اطمینان بخش طریقے پر نافذ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

(حوالے کے لئے دیکھیے، سید شریف الدین پیرزادہ، اٹارنی جنرل پاکستان کا خطاب، جو انہوں نے جسٹس حمود الرحمٰن کی وفات حسرت آیات کے موقع پر سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل کورٹ ریفرنس منعقدہ کراچی ۱۰ جنوری ۱۹۸۲ء سے کیا)

بھارتی مسلمانوں کا مسئلہ اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے

کوتاہی پر اللہ کے ہاں مجرم شمار ہوں گے۔ اسعد گیلانی

لاہور ۶ جولائی۔ مجلس خدمت اسلامی لاہور کے صدر سید اسعد گیلانی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ بھارت مسلمانوں کے خلاف نسل کشی کے فسادات نے طوفان کی صورت اختیار کر لی ہے ہندو درندے یہ کاروبار بھارتی حکومت کی مختلف ایجنسیوں کی نگرانی میں گزشتہ ۳۷ سال سے کر رہے ہیں اور ان کی بہیمانہ کارروائیوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پاکستان انہی ہندوستانی مسلمانوں کی مساعی سے وجود میں آیا تھا لیکن پوری اسلامی دنیا اور بالخصوص پاکستان کی حکومت جس بے حسی سے اس صورت حال کو دیکھ رہی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندلس کی مسلم نسل کشی کا تاریخی حادثہ اب ہندوستان میں بھی دہرایا جائے گا اور کروڑوں انسانوں پر مشتمل ملت اسلامیہ کو آئندہ نصف صدی کے اندر اندر مکمل ختم کر دیا جائے گا۔ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بھارتی مسلمانوں کی نسل کشی کے اس جرم کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش کرے جس کے دستور میں نسل کشی جرم ہے۔ یا پھر اسے عالمی عدالت میں لائے (باقی ص۱۵ پر)

تبصرۂ کتب (علیم ناصری)

ہفت روزہ المنبر کا داستانِ ہجرت نمبر

ضخامت ۔ کتابی سائز ۴۰۰ صفحات

قیمت سفید کاغذ ۴۰ روپے آفسٹ پیپر ۵۰ روپے

مقامِ اشاعت : جناح کالونی ۔ فیصل آباد

ہفت روزہ المنبر گزشتہ انتیس سال سے میدانِ صحافت میں برسرِ کار ہے ۔ دینی دعوت و عزیمت کے علمبردار رسائل و جرائد میں المنبر ایک منفرد مقام کا حامل ہے ۔ جس کی پالیسی وحدتِ ملت اور اصلاحِ معاشرہ پر استوار ہے ۔ ملکی سیاست و معاشرت اور تحریکِ ملی میں المنبر نے اپنا فریضہ ہمیشہ نہایت جرأت اور استقامت سے ادا کیا ہے ۔ ختمِ نبوت کے سلسلے میں المنبر کی کارکردگی نہایت نمایاں رہی ہے ۔ اور اس کے بانی اور رئیس التحریر مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب ختمِ نبوت کی تمام تحریکات میں صفِ اول کے زعماء میں شامل رہے ہیں ۔

زیرِ نظر شمارہ (داستانِ ہجرت نمبر ا ۱۹۴۷ء) میں قیامِ پاکستان پر ہندوستان سے ہجرت کرنے والے مسلمان خاندانوں کی ان جانگداز داستان پر مشتمل ہے جو اس سرزمین پر آگ اور خون سے رقم ہوئیں ۔ پنجاب کے دُور دراز علاقوں سے سکھوں کی تلواروں ، برچھیوں ، بندوقوں اور کلہاڑیوں سے لخت لخت کئے جانے والے مسلمان ، بوڑھے ، جوان ، عورتیں اور بچے جن آلام و مصائب سے دوچار ہوئے ۔ ہنستے بستے گھر جس طرح لوٹ کر ویران کئے گئے ، پُر رونق حویلیاں اور رنگ و نور سے لبریز مکان جس طرح خاکستر کئے گئے ۔ یہ وہ دلآزار اور جانکاہ واقعات ہیں جن کو بیان کرتے ہوئے پتھر کا کلیجہ بھی منہ کو آتا ہے ۔ مدیر المنبر نے ان بکھری ہوئی داستانوں کو جمع کر کے ایک عمدہ دستاویز مہیا کر دی ہے جو آنے والی نسلوں کیلئے نہ صرف درسِ عبرت کا کام دے گی بلکہ قاری کو یہ سمجھنے میں بھی مدد دیتی ہے کہ پاکستان کا قیام کن مقاصد کے تحت عمل میں آیا ۔ اور اس کے لئے قوم کو آگ اور خون کے کتنے دریا عبور کرنے پڑے ۔ اس میں تقسیمِ ملک کے عوامل سے بھی آگاہی ہوتی ہے اور اس دَور کی تحریکِ آزادی اور انگریز اور ہندو کی سازشوں کا بھی حال کھلتا ہے ۔ داستانِ ہجرت مرتب کرنے پر ہم ادارہ المنبر کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اس دستاویز کو ملک و ملت کے لئے نہایت مفید اور وقیع مرقع خیال کرتے ہیں ۔

قرآن سے بائبل کی تصدیق

تالیف : محمد اسلم رانا

چھوٹا سائز ۔ ۱۶ صفحات

ناشر :۔ مرکزِ تحقیقِ مسیحیت ملک پارک شاہدرہ ۔ لاہور

ملنے کا پتہ :۔ اسلامی مشن ۔ سنت نگر ۔ لاہور

محترم محمد اسلم رانا صاحب مسیحیت کی تحقیق میں ایک جانی پہچانی شخصیت بن چکے ہیں ۔ وہ اس میدان میں ایک عرصے سے کام کر رہے ہیں اور اب تک بے شمار چھوٹے موٹے پمفلٹ اور کتابچے شائع کر چکے ہیں جن میں مسیحیت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے اور مسیحیت کی مروّجہ ہیئت اور ان کے موجودہ اعتقادات کی تردید و تغلیط کی گئی ہے ۔

مسیحی حضرات نے آج کل یہ پراپیگنڈا عام کر رکھا ہے کہ قرآن خود بائبل (انجیل) کی تصدیق ان الفاظ میں کرتا ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (وہ اپنے سے پہلے (صحائف) کی تصدیق کرتا ہے) لہٰذا موجودہ تورات و انجیل صحیح کتابیں ہیں ۔ اس نظریے کی تردید میں رانا محمد اسلم صاحب نے زیرِ نظر کتابچے میں بدلائل تردید کی ہے ۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ موجودہ تورات اور انجیل ہرگز وہ کتب سماوی نہیں ہیں جن کی تصدیق قرآن نے کی ہے

پاکستان میں مسیحیت نے خاصے پَر پُرزے نکالے

ہیں اور اب تک ہزاروں مسلمان مرتد ہو کر اس کی آغوش میں گر چکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ بھرپور انداز میں اس کی روک تھام کی جائے۔ جو لوگ انفرادی طور پر یہ کام کر رہے ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالےٰ راتا صاحب کو اس کام میں استقامت اور مزید استطاعت عطا فرمائے تاکہ وہ مسلمانوں کو اس گمراہی سے بچانے میں کامیاب ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم حکومت کو بھی توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ یا تو خود مسیحیت کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی کوشش کرے جیسا کہ حال ہی میں مرزائیوں کے سلسلے میں آرڈی ننس نافذ کیا گیا ہے یا پھر نجی سطح پر کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہی نہیں ان کی مدد بھی کرے کیونکہ اس وقت اسلام کے خلاف یہ اعتقادی ریشہ دوانیاں پاکستان کے اصل مقاصد کے حصول کو سبوتاژ کرنے کا خطرناک ذریعہ بن چکی ہیں جس پر جتنی بھی تشویش کا اظہار کیا جائے کم ہے۔

فتاویٰ اعلحضرت

مرتّب: مولانا محمد ابو الخیر قریشی الاسدی

ضخامت: درمیانہ سائز ۳۲ صفحات قیمت ۳/۵۰ روپے

ناشر: پاک اکیڈمی و بک سیلرز دکان ۲۲ جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی۔

زیرِ نظر کتابچہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ان فتاویٰ پر مشتمل ہے جو انہوں نے خلافِ شریعت رسوم و اعمال کے سلسلے میں دیئے تھے۔ مولانا بریلوی کے معتقد حضرات جو بریلوی مکتبۂ فکر سے موسوم ہیں۔ شریعت کے خلاف بیشتر بدعات کے عادی ہو چکے ہیں، اور اسلام میں بے شمار خود ساختہ عقائد پر عامل ہیں۔ ان کو آئینہ دکھلانے کے لئے مولانا ابو الخیر صاحب نے یہ فتاویٰ شائع کئے ہیں تاکہ یہ لوگ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ وہ کہاں تک مولانا بریلوی کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں۔ ان عقائد و اعمال میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب، مسئلہ نور و بشر، عورتوں کی عرس اور قبرستانوں میں جانے کی ممانعت، سجدۂ تعظیمی، مزارات کو بوسہ دینا، پختہ قبر بنانا، شادی میں باجے گاجے اور آتش بازی وغیرہ کی ممانعت، مردوں کی فاتحہ وغیرہ کے سلسلے میں مولانا بریلوی کے واضح فتاویٰ پیش کئے گئے ہیں۔ فاضل مرتب نے آخر میں بریلوی حضرات سے یہ التماس بھی کی ہے کہ وہ دیوبندی مکتبۂ فکر کے ساتھ مل کر مذہبی اختلافات کو ختم کریں اور متحد ہو کر اسلام کی خدمت کریں۔

مولانا ابو الخیر قریشی صاحب نے نہایت حُسنِ نیت سے یہ کتابچہ مرتب کیا ہے تاکہ ان دونوں مکاتبِ فکر میں اتحاد پیدا ہو جائے۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان "خوش اعتقادوں" کو سمجھ عطا کرے اور وہ دینِ حنیف کی طرف پلٹ آئیں اور ہندوستان کے "بریلی مارکہ" دین سے تائب ہو جائیں ؎

ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ • بھارتی مسلمانوں کا مسئلہ اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے

کہ ایک مستقل قوم کو کس طرح ایک ظالم قوم ختم کر رہی ہے حکومت پاکستان اپنے بھائی ہندوستانی مسلمانوں کے خون کا مطالبہ جنرل اسمبلی میں اٹھائے تو اس سے اخلاقی قوت پیدا ہو گی اور بھارتی حکومت دفاعی پوزیشن میں چلی جائے گی۔ اگر یہ کام نہ کیا گیا تو پوری پاکستانی حکومت گنہگار اور خدا کے ہاں مجرم شمار ہو گی۔ (روزنامہ "نوائے وقت" ۷ جولائی ۱۹۸۴ء)

اطلاعات و اعلانات

اعلاناتِ داخلہ

۱۔ دارالعلوم محمدیہ مصطفےٰ آباد (دھرمپورہ) لاہور میں ذہین مڈل پاس طلباء کے لئے ۶ سالہ کورس ۔ اس عرصے کے دوران بی ۔ اے تک تعلیم دی جائے گی ۔ اور ساتھ ساتھ دینی تعلیم مکمل ہوگی ۔ ہر طالب علم کو رہائش و خوراک و کتب دنیاوی و دینی کے علاوہ ۵۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا بغیر سرپرست کے داخلہ نہیں ملے گا ۔ داخلہ ۲۵ شوال تک جاری رہے گا ۔ (عبدالقیوم ناظم دارالعلوم محمدیہ اہل حدیث عقب ڈاکخانہ ملی روڈ دھرمپورہ لاہور ۱۵)

۲۔ باغبانپورہ لاہور اور گرد و نواح کی مستورات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مدرسہ رحمانیہ للبنات باغبانپورہ میں طالبات کی باقاعدہ کلاسز ترجمہ قرآن پاک و حفظ و ناظرہ ۱۵ شوال سے شروع ہو رہی ہے لہٰذا جو طالبات داخلہ لینا چاہیں وہ اپنے سرپرستوں کے ہمراہ فوری طور پر اپنے نام درج کروا دیں ۔ رابطہ کے لئے: شیخ محمد عبداللہ ۱۸/۱۱۸ سکندر سٹریٹ نزد مادھولال حسین باغبانپورہ لاہور ۹)

۳۔ دارالحدیث جامعہ ابراہیمیہ منڈی کنگن پور ضلع قصور میں درس نظامی کے طلباء کے لئے ماہ شوال کے آخر تک داخلہ جاری ہے ۔ درس نظامی کی ابتدائی کلاسوں کے لئے قرآن مجید ناظرہ اور پرائمری پاس ہونا ضروری ہے ۔ خورد و نوش کے ساتھ ساتھ محنتی طلباء کو وظائف و علاج معالجہ کی سہولتیں بھی مہیا ہیں ۔ بیرونی طلباء داخلے کے وقت اپنے والدین کو ہمراہ لائیں ۔ فنِ خطابت میں طلباء کو خصوصی تربیت دی جاتی ہے (مولانا محمد ابراہیم خادم قصوری بانی دارالحدیث جامعہ ابراہیمیہ منڈی کنگن پور ۔ ضلع قصور)

....

درخواست دعائے صحت

میرا لڑکا عبدالوحید بوجہ عارضہ گردہ ۸۴-۶-۱۱ سے میو ہسپتال میں زیر علاج ہے (امرت سر وارڈ) ۸۴-۶-۱۴ کو اس کے گردہ کا اپریشن ہوا ۔ بایاں گردہ ناکارہ ہونے کی وجہ سے نکال دیا گیا ہے احباب جماعت عبدالوحید کی جلد صحت یابی اور درازئ عمر کے لئے خصوصی اوقات میں دعا فرمائیں (حافظ سیف اللہ حنیف شاہکوٹ نو چیئرمین عشر زکوٰۃ مرکز کونسل کنگن پور)

پنجسورہ شریف

احسن البیان منظوم ترجمہ پنجابی و اردو پنجسورہ شریف از مولوی محمد افضل جس میں پانچ قرآنی سورتیں ۔ سورہ یٰسین ۔ رحمٰن، واقعہ ۔ ملک، مزمل، پنجابی اشعاروں میں بہترین ترجمہ ہوا ہے اہل علم حضرات کے لئے بہترین قیمتی تحفہ ہے ۔ دس روپے پیشگی بھیج کر حاصل کریں ۔ ملنے کا پتہ (۱) حافظ فیض الرحمٰن ۔ جامع اہل حدیث محلہ ستریاں جہلم (۲) مولانا فیض اللہ صاحب ۔ پی ۔ اے ۔ ایف چک لالہ ۔ راولپنڈی ۔

ضرورتِ مدرس

دارالحدیث راجووال کے شعبہ کتب کے لئے ایک قابل مدرس کی ضرورت ہے ۔ تنخواہ بالمشافہ حسب لیاقت معقول طے ہوگی ۔ شادی شدہ کو ترجیح دی جائے گی ۔ خواہشمند حضرات ناظم مدرسہ سے جلد رابطہ قائم کریں ۔ (ناظم دارالحدیث رجسٹرڈ راجووال ضلع اوکاڑہ)

تحفۂ حجاج

اس کتابچہ میں تعارف کعبہ، ارکانِ حج و عمرہ اور مسنون دعائیں مرقوم ہیں ۔ صرف بیس پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر پتہ ذیل سے مفت حاصل کریں (ناظم شعبہ تبلیغ انجمن اہل حدیث رجسٹرڈ صدر بازار لاہور چھاؤنی)

اوقاتِ نماز کے لئے محمدی دائمی جنتری

اوقاتِ نماز کے لئے محمدی دائمی جنتری اغلاط کی تصحیح وغیرہ کے بعد اشتہاری سائز پر دوبارہ شائع کر دی گئی

ہے۔ شائقین پتہ ذیل سے طلب فرمائیں (قاری) محمد عزیر خطیب جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث اسلامیہ پارک پونچھ روڈ۔ لاہور)

فوری ضرورت ہے

مدرسہ مصباح العلوم محمدی مسجد محلہ یارو خیل

میانوالی شہر میں درس و تدریس و خطابت کے لئے ایک ایسے حافظ صاحب کی فوری ضرورت ہے جو تجوید کے ساتھ قرآن مجید اور درس نظامی کا نصاب پڑھا سکتا ہو اور مشنری جذبہ سے اس خشک علاقہ کو علمی بارش سے سیراب کرنے کا عزم رکھتا ہو۔ رہائش گاہ باپردہ پختہ، بجلی کی سہولت اور فلش سسٹم سے آراستہ ہے۔ خواہش مند حضرات اپنے کوائف تجربہ اور مشاہرے کے متعلق بذریعہ ڈاک یا براہ راست پتہ ذیل پر رابطہ قائم کریں۔ نیز مخیر حضرات مدرسہ کے ساتھ تعاون فرمائیں (محمد اسلم نیازی ایم۔ اے سکان ۲-۳ محلہ میانہ میانوالی شہر)

تبلیغی رسائل مفت طلب فرمائیں

ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ کی سلسلہ وار اشاعت ۵ تقسیم کے لئے جاری ہے۔ جس کا عنوان "شرکیہ پکار" ہے۔ اس کے علاوہ "ناجی جماعت" "کیا اہل حدیث فرقہ ہے" "فرقہ بندی، اسباب و علاج" بھی موجود ہیں۔ چاروں رسائل ۲ روپے کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں پتہ (ملک عبدالصبور بھٹہ۔ ناظم ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

جماعت کے مخیر احباب توجہ فرمائیں

ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ ملتان کچھ عرصہ سے تبلیغ جیسی ذمہ داری احسن طریق سے نبھا رہا ہے۔ ہر ماہ باقاعدہ ایک اشاعت مختلف عنوانات سے شائع کر چکا ہے اور کر رہا ہے۔ یہ ہزاروں کی تعداد میں بیرون ملک و اندرون ملک لٹریچر مفت تقسیم ہو رہا ہے۔ جس کی سرپرستی جماعت کے مخیر احباب کرتے ہیں۔ قلیل فنڈ سے یہ کام شروع کیا تھا۔ اب تک اللہ کے فضل و کرم سے باقاعدہ اشاعت جاری ہے۔ اگر احباب اس طرح ادارہ سے تعاون کرتے رہے تو یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اور اس صدقہ جاریہ میں جو احباب حصہ ڈالیں گے اللہ تعالٰی جزا دیتا رہے گا۔ اور یہ تبلیغ جیسا فریضہ ادا ہوتا رہے گا۔ جماعت میں مخیر احباب کی کمی نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے صدقات زکوٰۃ وغیرہ ادارہ کو بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اعانت کے لئے درج ذیل پتہ سے رجوع فرمائیں (ملک عبدالصبور بھٹہ ناظم ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر)

اعلانِ داخلہ

طالبانِ علوم دینیہ کے لئے ایک عظیم الشان سنہری موقعہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب بڈھیمالوی مدظلہ العالی مدرسہ دارالحدیث و حفظ القرآن رحمانیہ چک ۵۰۴ گ ب کمیانہ فیصل آباد میں مستقل طور پر تشریف لا چکے ہیں۔ منتہی طلبہ تعلیم و تربیت کے لئے جلدی داخلہ لیں۔ قرآن پاک کے حافظ قراءت و تجوید پڑھنے کے لئے شوق فرمائیں تو ناظم مدرسہ کے نام درخواست داخلہ فوراً بھیجیں۔ خوش الحان قاری المقری حافظ محمود الحسن صاحب کی (شعبہ حفظ قراءت کے لئے) خدمات حاصل ہیں۔ ابتدائی تعلیم بالخصوص صرف و نحو و اجرا کا باقاعدہ اہتمام ہے۔ یاد رہے حفظ القرآن کے ساتھ پرائمری سکول کا انتظام ہے۔ خوراک، رہائش، علاج و دیگر ضروریات کا مدرسہ کفیل ہو گا۔ انشاءاللہ (ناظم مدرسہ مذکور)

اپیل برائے تعاون

جن احباب نے ہمارا مطبوعہ قصہ "اک دن مر جائیں گی" دیکھا اور پڑھا ہے اگر اُس کی کتابت، کاغذ، طباعت کو پسند کیا ہے۔ وہ چار ہزار کی طباعت کے لئے اگر ۵۰۰ روپے کا تعاون کر سکیں تو ذیل کے پتہ پر کر دیں۔

(ناظم کتب خانہ وہابیہ۔ ۴۲۴ بی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ)

مولانا عبدالغفور اثری سیالکوٹ

ایک ضروری وضاحت

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ لوگوں کو (مع وتر) گیارہ رکعات نماز تراویح پڑھائیں۔ الحدیث (مؤطا امام مالک باب ما جاء فی قیام رمضان وسنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ و مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

مذکورہ بالا روایت کے پیش نظر بعض حضرات کا خیال ہے کہ دونوں قاریوں نے نماز تراویح کی رکعات آپس میں تقسیم کر لی تھیں۔ اور بعض کے کہنے کے مطابق یہ بھی احتمال ہے کہ ان دونوں نے راتیں تقسیم کی ہوئی تھیں (یعنی بیس رات نماز تراویح حضرت ابی بن کعب اور پھر تمیم داری پڑھاتے تھے)

الغرض دونوں باتوں میں صرف احتمال ہی ہے کوئی صاف اور فیصلہ کن بات ظاہر نہیں کی گئی۔ اس کے برعکس مؤطا امام مالکؒ کی شرح الزرقانی ج ۱ ص ۲۳۹ میں امام نسائی، امام سعید بن منصورؒ المتوفی ۲۲۷ھ کی کتاب السنن کے حوالہ سے رقم فرماتے ہیں۔

عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عُمَرَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اُبَیِّ بن کعب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فَکَانَ یُصَلِّیْ بِالرِّجَالِ وَکَانَ تَمِیْمُ الدَّارِیُّ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یُصَلِّیْ بِالنِّسَآءِ۔ یعنی "حضرت عروہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ کی (امامت پر) جمع کیا پس وہ مردوں کو نماز تراویح پڑھاتے تھے اور حضرت تمیم داریؓ عورتوں کو نماز تراویح پڑھاتے تھے"۔ ایسا ہی الحافظ الامام ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی المتوفی ۲۹۴ھ نے اپنی کتاب قیام اللیل ص ۱۲۲ باب حضور النساء الجماعۃ فی قیام رمضان میں حضرت عروہ کی مذکورہ بالا روایت درج فرمائی ہے۔ فائدہ کاملہ :- مذکورہ بالا سطور سے یہ حقیقت واضح اور آشکارا ہو چکی ہے کہ اول الذکر دونوں احتمال مؤخر الذکر حضرت عروہؒ کی روایت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے پس حق بات واضح ہو گئی کہ حضرت ابی بن کعبؓ مردوں کو نماز تراویح پڑھاتے تھے اور تمیم داری عورتوں کو نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

چند اہم خبریں

مرد اساتذہ طالبات پر مجرمانہ حملہ کرتے ہیں

مخلوط تعلیم ختم کرکے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ سکول قائم ہونے چاہئیں

آکسفورڈ یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا مطالبہ

لندن (پ پ) آکسفورڈ یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کی طرف سے شائع شدہ ایک رپورٹ میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مخلوط تعلیم ختم کرکے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ سکول قائم کئے جائیں، رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مرد اساتذہ کے پڑھانے سے سکولوں میں زیر تعلیم طالبات کو جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے اور ان کی آبروریزی کی جاتی ہے۔ آکسفورڈ کی تین ہزار طالبات پر مشتمل سروے رپورٹ کے مطابق طالبات پر مجرمانہ حملے کئے جاتے ہیں۔ ایسی کارروائیوں میں زیادہ تر اساتذہ شامل ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ایسے نصف سے زیادہ واقعات میں سکولوں کے اعلیٰ حکام ملوث ہیں جن میں ٹیوٹر، سپروائزر، سکولوں کا دورہ کرنے والے اہل کار اور ڈاکٹر شامل ہیں۔ اس رپورٹ کی اشاعت کے بعد گزشتہ جون میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے بہت سے کالجوں میں خصوصی خواتین مشیروں کا تقرر کیا گیا تھا تاکہ وہ سابقہ شکایات کی روشنی میں اپنی رپورٹ تیار کریں۔ (روزنامہ "جنگ" ۲۹ مئی ۸۷ء)

سری نگر میں حضرت عیسیٰؑ کی نہیں کسی اور کی قبر ہے

مغربی جرمنی کے تحقیقاتی ٹیم کا فیصلہ

برن (مغربی جرمنی) لندن کے ایک روزنامے کے مطابق مغربی جرمنی کی ایک تحقیقاتی ٹیم اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ سری نگر کے محلہ خانیار میں جس قبر کو حضرت عیسیٰؑ کا مزار قرار دیا گیا ہے وہ کسی اور کی قبر ہے۔ کیونکہ اس دعوے کے حق میں کوئی ثبوت نہیں مل سکا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کی آرامگاہ ہے۔

("جنگ" ۱۹ جون ۸۷ء)

الحمد لله
احسن التفاسیر اردو
مکمل ہو گئی
قیمت جلد اول -/۳۲ دوم -/۴۴ سوم -/۳۲
جلد چہارم -/۳۲ پنجم -/۳۶ ششم -/۳۶ ہفتم -/۴۰
کامل سیٹ -/۲۵۲ علاوہ محصول ڈاک
-/۲۲۰ پیشگی آنے پر بغیر محصول ڈاک روانہ خدمت ہوگی۔
المکتبۃ السلفیۃ
شیش محل روڈ - لاہور ۲

اعلیٰ کوالٹی۔ پائیداری میں بیمثال
زینت اور زیبائش میں لاجواب
اعلیٰ معیار کی ضمانت
سٹیزن
اور موٹریں

اعلیٰ کوالٹی اور پائیداری میں بیمثال
بیکو پنکھے
رجسٹرڈ
سیلنگ ○ پیڈسٹل ○ ٹیبل کم پیڈسٹل ○ اگزاسٹ فین
خوبصورت پائیدار اور کم خرچ بے آواز
دستیاب ہیں۔
۴۴۳۷
۵۵۲۷
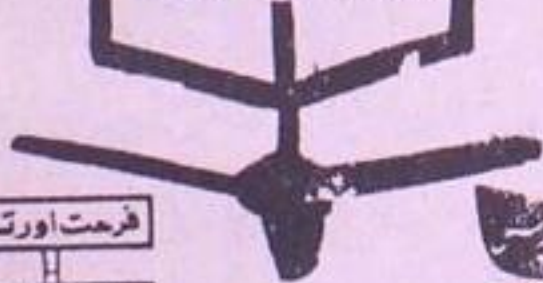
یونین فین
فرحت اور تسکین کے لیے
زیادہ ٹھنڈی ہوا کے لیے
مضبوطی اور پائیداری کے لیے
یونین فین
۵۲۶۲
تیار کردہ
ثناء اللہ الیکٹریکل انڈسٹریز حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ